سوال

(26) قرآن وحدیث کی تعریف

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قرآن یعنی کلام اللہ کس کو کہتے ہیں؟

حدیث یعنی حدیثِ رسول اللہ کس کو کہتے ہیں؟

اصطلاحِ شرع میں حدیثِ قدسی کس کو کہتے ہیں؟

ہم مسلمان بہت آسانی کے ساتھ کیونکر معلوم کرسکتے ہیں کہ قرآن شریف اور حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیثِ قدسی میں کیا فرق ہے؟

عام طور پر یہ جو مشہور ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ اور اس کا مفہوم یہ دونوں منزل من اللہ ہیں اور حدیث شریف کا مفہوم تو مع حدیث قدسی محض قرآن پاک کا ہے اور اس کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں، یہ خیال عوام کا کیسا ہے؟ چونکہ ترمذی میں ایک حدیث ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ((فضل کلام اللہ علیٰ سائر الکلام کفضل اللہ علی سائر خلقه)) [1] یعنی بزرگی کلام اللہ کی تمام کلاموں پر ایسی ہے، جیسے بزرگی اللہ عزوجل کی اپنی مخلوق پر۔

اب میں محض اسی وجہ سے کہ حدیث شریف اور کلام اللہ کو اگر کلامِ الٰہی مان لوں اور در حقیقت قرآن کلامِ الٰہی اور حدیث شریف صرف کلامِ رسول ہوا تو دونوں کو بحیثیت کلام مساوی ماننے کی حالت میں ایسا نہ ہو کہ شرک لازم آجائے، اس لیے بخوف حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ اس مسئلے کی تحقیق کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ امید ہے کہ آپ بھی برائے خدا اگر کوئی فرق ہو تو اس باریکی سے مطلع فرمائیں، اگر نہ ہو تو تحریر فرمادیجیے، تاکہ ہم اس کے موافق عمل کریں، کیونکہ حدیث کے ماننے میں تو ہمارا پورا عقیدہ ہے کہ بموجب حکم خدا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ حدیث و قرآن کو اپنا واجب العمل گردانتے ہیں، کیونکہ جب ہم خدا و رسول کے ماننے کا اقرار کرتے ہیں تو اس صورت میں ماننے والے دونوں کے ہیں، لیکن خدائے تعالیٰ کو خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول جانتے ہیں، کیونکہ ''رب'' اور ''عبد'' کا فرق نہ کرنے کی صورت میں شرک لازم آجائے گا، اسی وجہ سے کلامِ رب اور کلام عبد میں فرق کرنے کا خیال ضروری ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب کی خدمت میں اپنے شکوک کو پیش کیا گیا۔

المستفتی: سید جواد علی رضوی۔ تاریخ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ۔ از علی گڑھ بازار سبزی منڈی

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن اللہ تعالیٰ کے اس کلام مقدس کو کہتے ہیں، جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، جس کا نزول حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بطریق تواتر ثابت ہوا، جس کے ساتھ مخالفین اسلام سے تحدی، یعنی معارضہ طلب کیا گیا : ﴿قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ﴾ الآیۃ، جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جمع کیا گیا، جس کی نقلیں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کرا کر تمام اسلامی دنیا میں شائع کیا، جو آج تک تمام دنیا میں شائع ہے، جس کو اس وقت سے اب تک ہر زمانے میں لاکھوں حافظ حفظ کرتے چلے آئے۔

حدیث، یعنی حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قول و فعل اور تقریر کو کہتے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو یا وہ قول جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور وہ مندرجہ قرآن نہ ہو، گو وہ قول و فعل یا تقریر کلام الٰہی ہی سے ماخوذ ہو، لیکن اس کی نسبت صراحتاً فرمایا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اصطلاحِ شرع میں حدیثِ قدسی (حدیثِ الٰہی) اس حدیث کو کہتے ہیں، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمادی ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جیسے : ((عن أبي هريرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : قال اللہ تعالیٰ : أعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر علی قلب بشر)) (متفق علیہ، مشکوۃ، ص: ۴۸۶)[2][سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے تیار کیا ہے، جو کسی آنکھ نے دیکھا ہے، کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال ہی آیا ہے]

ان تینوں امور میں فرق جوابات نمبرہائے مذکورہ بالا سے بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔

قرآن پاک کے الفاظ یقیناً بأعیانہا منزل من اللہ ہیں اور حدیث شریف کے الفاظ کی نسبت یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا ہے کہ منزل من اللہ ہیں، اگرچہ حدیث قدسی ہی کیوں نہ ہو، لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ حدیثیں جو فی الواقع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوئی ہیں، جو متعلق بہ تبلیغِ رسالت ہیں، وہ داخلِ وحی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم : ۳، ۴]

[اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے]

اور حدیث ترمذی منقولہ سوال نمبر 5 صحیح نہیں ہے، اس میں ایک راوی عطیہ ہے، جو کثیر الخطا اور مدلس ہے اور اس نے اس حدیث کو ''عن'' کے ساتھ روایت کی ہے اور مدلس جو حدیث ''عن'' کے ساتھ کرے، وہ حدیث صحیح نہیں ہے اور ابو سعید جس سے عطیہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، معلوم نہیں کون ہے؟ ظنِ غالب یہ ہے کہ یہ ابو سعید محمد بن سائب کلبی ہے، جو متہم بکذب و متہم بالوضع ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 89

محدث فتویٰ

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٩٢٦) سنن الدارمی (٢/٥٣٣) اس کی سند میں "عطیہ عوفی" راوی ضعیف ہے۔ دیکھیں: السلسلة الضعيفة، رقم الحديث (١٣٣٥)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٧٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٨٢٤) مشکوۃ المصابیح (٣/٢٢٠)